بچے کو اگر بجائے دودھ کے روٹی دو گے تو بچارے طفل کو اس روٹی سے مردہ جان لو (الظاہر ص۲۹)

۱۱۔ فرمایا: کہ حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی کے پاس اللہ کے واسطے کوئی چیز لائے تو اسکو ضرور کھانا چاہیئے، اس سے نور پیدا ہوتا ہے۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ ص۵۵)

۱۲۔ فرمایا: کہ حضرت حاجی صاحبؒ کی یہ حالت تھی کہ اپنے ہر ہر خادم کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ آنے والوں کے قدموں کی زیارت کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔ حضرتؒ پر شانِ عبدیت کا غلبہ رہتا تھا۔ مطلب یہ کہ اپنی اہلیت کا اعتقاد نہ رکھے، تمنا کی ممانعت نہیں۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ ص۴۰)

۱۳۔ فرمایا: کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے طریق کا حاصل یہ ہے کہ باطن میں عشق و سوز ہو اور ظاہر میں اتباع (شریعت) ہو اور بزرگی وہ ہے جس میں بزرگی مٹ جائے مگر بدوں بزرگی پہلے ہوئے فنا حاصل نہیں ہوتا۔ جیسے آم میں شیرینی جب آتی ہے کہ پہلے ترشی آئے۔ شیرینی کی قابلیت ترشی سے ہوتی ہے، جیسے آم میں شیرینی نہ آئے تو وہ شیریں نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا مزہ خراب رہتا ہے۔ اسی طرح بزرگی درمیان میں آتی ہے پھر فنا حاصل ہوتا ہے۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ ص۱۲)

۱۴۔ فرمایا: جتنا کوئی محقق ہوگا، اتنا ہی بدنام ہوگا۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ اسکی نظر گہری ہوتی ہے لوگ وہاں تک پہنچتے نہیں، بظاہر اسکی باتیں ان کو خلاف معلوم ہوتی ہیں۔ اس لئے کفر تک کا فتویٰ قائم کر دیتے ہیں۔ اس لئے محققین ہمیشہ بدنام ہوئے ہیں۔ مگر کیسے لوگ تھے کہ بڑی بڑی تصنیفات کی ہیں کہ عادتاً قلیل عمر میں ایسا ہونا دشوار ہے۔ اور پھر یہ کہ عبادت بکثرت کرتے تھے۔ ہم لوگ اگر دو سو رکعت نفل پڑھیں تو اور سب کاموں کو چھوڑ دیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے تھے کہ جب انسان کو عالم ارواح سے مناسبت ہو جاتی ہے۔ تو وہ زمان و مکان کے ساتھ زیادہ مقید نہیں رہتا۔ اس کے کام میں برکت ہونے لگتی ہے۔ یہ حضرات متقدمین ایسے ہی تھے اور اس برکت میں زیادہ دخل تقویٰ کو ہے ——————

—— (ملفوظات کمالات اشرفیہ ص۱۵۴)

۱۵۔ فرمایا: کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے وجدان میں مردوں کو برابر ثواب پہنچتا ہے۔ لیکن حضرت مولانا گنگوہیؒ کا گمان غالب اس کے خلاف تھا۔ عرض کیا گیا کہ حضور (حضرت حکیم الامت) کا گمان غالب کیا ہے، فرمایا کہ میرا گمان یہی ہے کہ کسی گمان کی ضرورت نہیں۔ پھر فرمایا کہ ادب یہ ہے کہ کچھ پڑھ کر علیحدہ بھی صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو بخش دیا کرے،

خواہ زیادہ کی ہمت نہ ہو۔ مثلاً تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھ لے۔ ایک کلام مجید کا ثواب پہنچ جائیگا۔
پھر اپنا معمول بیان فرمایا کہ میں جو کچھ روزمرہ پڑھتا ہوں۔ اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تمام انبیاء و صلحاء و عام مسلمین و مسلمات کو جو مر چکے ہیں، یا موجود ہیں، یا آئندہ پیدا ہوں سب کو بخش دیتا ہوں اور کسی خاص موقع پر کسی خاص مردہ کیلئے بھی کچھ علیحدہ پڑھ کر بخش دیتا ہوں۔ استفسار پر فرمایا کہ زندوں کو بھی عبادت کا ثواب پہنچتا ہے۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ صـ۱۹۱)

۱۶- فرمایا: کہ حضرت حاجی صاحبؒ سے اگر کوئی ذکر و شغل کا نفع ظاہر کرتا تو فرماتے استعداد تو تمہارے اندر خود موجود تھی۔ میرے ذریعہ سے صاف ظاہر ہوگئی، لیکن تم ایسا مت سمجھنا، تم یہی سمجھنا کہ مجھ سے تم کو یہ نفع پہنچا ہے، ورنہ تمہارے لئے مضر ہوگا۔ یہ شان اہل مقام ہی کی ہوتی ہے۔ ورنہ اہل حال ایک ہی بات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ دوسرے پہلو پر انکی نظر نہیں جاتی۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ صـ۱۹۲)

۱۷- فرمایا: کہ حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جائے بزرگاں بجائے بزرگاں۔ اس پر جناب خواجہ صاحب (حضرت مولانا عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ) نے عرض کیا کہ حضور حضرت حاجی صاحبؒ کے حجرے میں کبھی نہیں بیٹھے۔ فرمایا کہ مجھ پر توحید کا غلبہ ہے۔ اس لئے ایسے امور کی طرف مجھے التفات نہیں۔ مجھے عقیدت تو بیحد ہے بزرگوں کے ساتھ مگر جوش کے درجہ میں نہیں۔ عرض کیا گیا حضور کو عقیدت عقلی ہے طبعی نہیں۔ فرمایا کہ جی نہیں عقیدت طبعی ہے۔

موتیا روک
• موتیا روک موتیابند کا بلا اپریشن علاج ہے۔
• موتیا روک دھند، جالا، پھولا، ککروں کیلئے بھی مفید ہے۔
• موتیا روک بینائی کو تیز کرتا ہے اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔
• موتیا روک آنکھ کے ہر مرض کیلئے مفید تر ہے۔
بیت الحکمت لوہاری منڈی لاہور

دعوات حق
حصہ اول
حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے بلند پایہ اور حکمت آفریں مواعظ اور خطبات کا مجموعہ — آفسٹ طباعت دو سو سے زائد صفحات
قیمت صرف تین روپیہ
ملنے کا پتہ
مولانا محمد عبدالرحمٰن صدیقی
مکتبہ حکمت اسلامیہ
نوشہرہ صدر

مدنی شیخ رح کی مجلس میں

★

جامع و مرتب

احقر سمیع الحق غفرلہ بزمانہ قیام مدینہ ۱۳۸۳ھ

مقام

مدینہ طیبہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

زمانۂ ملفوظات

۲۲ رمضان المبارک تا ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

★

۱۳۸۳ھ میں مدینہ طیبہ کی پہلی حاضری اور طویل قیام کے دوران حق تعالیٰ نے حضرت مولانا عباسی مرحوم کی مجالس میں شمولیت اور بعض وقت ارشادات قلمبند کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پھر یہ ملفوظات صاحب ملفوظات کو سنانے اور ان میں اضافہ و ترمیم کرانے کا موقعہ بھی ملا، اب انہیں قارئین الحق کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے ——— سمیع الحق

فرمایا: مولانا خالد رومی بہت بڑے عالم اور بزرگ ہیں کردستان کے باشندے تھے، علوم معقول و منقول، فلسفہ، دینیات، علم اسطرلاب و مساحۃ و ہندسہ کوئی فن فنون اور علوم کا ان سے نہیں چھوٹا تھا، اسی طرح علوم ریاضی میں جامع عالم تھے، نہایت استحضار تھا۔ رشحات ایک کتاب علم تصوف میں ہے، اس کے حاشیہ پر مولانا کے حالات ہیں۔ اس میں یہ قصہ لکھا ہے کہ میں باوجود ان تمام علوم و فنون کے اپنے قلب کو خالی پاتا تھا، نہ ذوق تھا نہ شوق اور نہ ذات حق سے لگاؤ۔ نہ جمعیت خاطر اور نہ قلب میں سکون پاتا تھا۔

اس دوران حرمین الشریفین حاضر ہوا اصل مقصود حج و زیارت تھا، مگر ایک کامل و مکمل شیخ سے ملنے کا داعیہ بھی دل میں تھا کہ قلب سے جمود ختم ہوجائے، پہلی حاضری مدینہ منورہ ہوئی۔ مشائخ، فقراء، صلحاء سے طمانیت قلب کی تلاش میں ملنے لگا۔ یہ زمانہ دولت ترکیہ کا تھا۔ مشائخ اور صوفیاء پر بھی بندش نہ تھی، حرم نبوی ہی میں سب خدمتیں درس اور ارشاد و اصلاح کی ہوتی تھیں۔ مسجد میں علماء کا مجمع رہتا تھا، میں بھی حاضر ہوا، ایک بزرگ تقریر فرما رہے تھے کہ تین چیزیں جس بندہ کو خدا نے دیں وہ بڑا خوش نصیب ہوگا۔ ۱۔ علم شریعت جو اساس اور بنیاد ہے ورنہ غلط راستہ پر بھٹک جانے کا

احتمال ہوتا ہے۔

۲۔ عقیدہ اہل سنت والجماعت رکھتا ہو نہ وہابی ہو کہ لامذہب نہ ہو نہ بدعتی ہو کہ شرک و رسوم اور بدعات میں گرفتار ہو جائے۔

۳۔ اس کا سلسلہ حضرات نقشبندیہ سے قائم ہو، نسبت نقشبندیہ اس کو حاصل ہو۔

مولانا خالد رومی نے فرمایا: کہ میں نے سوچا کہ الحمد للہ خدا نے عالم شریعت بھی بنایا علم بھی صحیح دیا ہے، اور عقیدہ بھی صحیح ہے، لیکن تیسری چیز کی کمی ہے کہ قلب نسبت سے خالی ہے۔ میں نے مجمع سے دعا کی درخواست کی کہ خداوند تعالیٰ نسبت بھی صحیح عطا کر دے، سب نے مسجد نبوی میں میرے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد وہاں کے ایک یمانی فقیر سے میرا لگاؤ ہوا مگر اتنا نہیں کہ ان سے ارتباط قائم کروں صرف اس کی مجلس میں شرکت کرتا، اور جس وقت میں نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوا کہ شیخ دعا میں یاد فرمایا کریں اور مکہ معظمہ کے بارہ میں کچھ وصیت بھی فرما دیں، دعا فرمائی اور وصیت بھی کی کہ وہاں وقت ضائع نہ کرنا بلکہ سارے اوقات، طواف، نفل، تلاوت، ذکر اور قضا نمازوں کے اعادہ وغیرہ عبادات میں لگانا اور حرم مکہ میں کسی پر تنقید و جرح سے ہر حالت میں بچنا اپنے کام میں لگے رہنا۔ (اس کے بعد ان سے رخصت لیکر مکہ معظمہ گیا۔) اور جس وقت میں نے طواف قدوم شروع کیا تو اسی اثنا میں ایک شخص کو دیکھا جو شاذروان[1] کعبہ کو تکیہ لگائے بیٹھا ہے، سرخ ڈاڑھی رکھتا ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ ہم لوگ بلاد بعیدہ نائیہ[2] میں رہ کر خانہ کعبہ کے جہت کو پیٹھ اور پاؤں تک نہیں پھیلاتے اور اس گستاخ نے عین خانہ کعبہ کو پیٹھ کر کے تکیہ لگایا ہے، اس خیال کا آنا تھا کہ اس شخص نے کہا کہ: أنسيت نصيحة الشيخ اليماني[3] میں سمجھا کہ یہ تو کوئی صاحب کشف ہے، میری تنقید اور اعتراض کا کشف اس کو ہوا، میں نے جلدی سے اس کے پاس دوڑا اور عرض کیا کہ: علمني مما علمك الله[4] اور عرض کیا کہ میں عرصہ سے کسی شیخ کامل کی تلاش میں ہوں، انہوں نے ہندوستان میں شاہ غلام علی دہلوی مجددی کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہاں جائیے، میں سمجھا کہ نصیب حجاز مقدس میں نہیں ہے جس طرح جسمانی ارزاق مقرر ہیں اسی طرح روحانی غذا اور ارزاق بھی مقدرات خداوندی میں سے

---

[1] خانہ کعبہ کے چاروں طرف پشتانی کے طور پر جو پتھر ہے اُسے شاذروان کہتے ہیں [2] دور دراز شہر

[3] تم یمنی شیخ کی نصیحت بھول گئے۔ [4] اللہ کے دئے گئے علم سے مجھے بھی کچھ سکھا دے۔

ہیں۔ یہ بھی غذائے روح ہے۔ الغرض ہندوستان روانہ ہوکر پہلے پانی پت میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی وہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے خلیفہ تھے، اور شاہ غلام علی بھی، عالم را عالم و ولی را ولی می شناسد، خالد رومی کی گفتگو قاضی صاحب نے سنی تو پہچان گئے کہ عالم اجل ہے، حضرت قاضی صاحب بھی بہت بڑے پایہ کے بزرگ اور عالم تھے تفسیر مظہری ان کی تصنیف ہے، خیال آیا کہ حضرت خالد رومی کچھ فیض ان سے حاصل کرلیں جب توجہ دینے لگے تو انہوں نے توجہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کا تمثال ان کو ظاہر ہوا، فرمایا جاؤ تمہاری قسمت شاہ دہلوی کے ہاں ہے۔ ادھر شاہ دہلوی کو ان کی آمد کا علم ہوا، تو خدام جماعت سے ہدایت کی کہ جاؤ ایک عالم جلیل بقصد اصلاح باطن میرے پاس آرہا ہے، الہامات صحیحہ تھے، کشف و انوار تھے تو فرمایا کہ جس وقت وہ آجائیں تو اس کا اکرام کرکے یہاں لے آؤ۔۔۔ یہی زمانہ ہمارے شاہ احمد سعید مدنی اور ان کے بھائی شاہ عبدالغنی مجددی کا تھا۔ یہ دونوں حضرات یہاں بقیع میں مدفون ہیں، اور اسی زمانہ میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب، مکہ معظمہ میں تھے، دہلی میں جب غدر ہوا تو شاہ احمد سعید وہاں سے نکلے، جامع مسجد دہلی میں جہاد کا علم اٹھایا پھر قلعہ ہمایوں میں تین دن چھپے رہے، انگریزوں کا وارنٹ لگا رہا۔ پھر ڈیرہ اسمٰعیل خاں وغیرہ قبائلی علاقوں سے چھپ چھپا کر نکلے اور مدینہ طیبہ روانہ ہوئے، بہرحال خدام نے حضرت خالد رومی کو شاہ غلام علی صاحب کی خدمت میں پیش کردیا، انہوں نے بلا انتظار اشارۂ باطنی سے انہیں بیعت کردیا تو بیٹھے وہاں رہے اور برابر سقادہ وضو خانہ وغیرہ میں مشک بھر بھر کر ڈالتے رہتے کہ مہمان اس سے وضو کریں اور حلقہ میں بھی تادباً و تواضعاً شیخ صف نعال میں بیٹھتے، شیخ نے خلافت مطلقہ کی اجازت دی اور فرمایا: ہرچہ بردکردی ہمراہ خود بردے[1] ۔۔۔۔ ویسے ہی ہوا، مولانا خالد رومی کا لقب علوم ظاہری و باطنی دونوں میں تکمیل کی وجہ سے ذوالجناحین ہے یعنی دو پروں والے تھے، علوم تو ان لوگوں کے تھے کہ کمال علمی بھی اور پھر کمال نسبت بھی رکھتے تھے، رخصت ہوتے وقت اپنے شیخ سے کہا کہ حضرت جس علاقہ اور ملک میں میرا جانا ہے وہاں رفاعیہ اور شاذلیہ وغیرہ سلسلے ہیں، نقشبندیہ کو کوئی نہیں پہچانتا، فرمایا جاؤ وہ لوگ تمہارے ہاتھ چومیں گے۔ تم ہی تم ہوگے، استقامت سے لگے رہو۔ پھر کیا ہوا۔؟ عجیب فیضان جاری ہوا اور شاہ دہلوی کے زمانہ میں ایسا فیضان کہ سبحان اللہ عجیب حالت تھی، مقبولیت کی وجہ سے علماء اور

---

[1] یعنی جو کچھ تھا کردی عالم اپنے ساتھ لے گیا۔

مشائخ رسم ورواج نے مخالفت شروع کر دی یہاں تک کہ ان کی تکفیر پر رسالہ لکھا گیا۔ جھیپ گیا تو بادشاہ وقت کو بھی پیش کیا گیا، بادشاہ نے پڑھ کر شیخ کو حاضر ہونے کا حکم دیا کہ ان کی صورت سیرت، گفتار و کردار بھی تو دیکھ لوں، اس وقت کے سلاطین زمانہ بھی تو دماغ رکھتے تھے، کلام، صورت، سیرت دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ شخص بھی کافر ہے تو پھر اس ملک میں مسلمان ہے ہی نہیں۔ پھر تو اتنا عروج ہوا کہ اللہ اکبر بادشاہ خود عقیدتمند ہوا اور اجازت وعظ و ارشاد کی دیدی۔ مخالفین بھی اپنے کام میں لگے رہے، ایک شخص نے مریدوں کو پریشان کرنے کی خاطر ایک دفعہ ختم خواجگان کے دوران آکر کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہاری آنکھیں نکالی گئی ہیں۔ کان اور زبان کاٹے گئے ہیں، اس کا خیال یہ تھا کہ معتقدان یہ سن کر بدظن ہوجائیں گے۔ شیخ سمجھ گئے اور فرمایا کہ یہ تو بڑا مبارک خواب ہے۔ اور کہا کہ آنکھیں محرمات سے نکالی گئی ہیں، زبان اور کان جھوٹ اور فواحش بولنے اور محرمات و منکرات دیکھنے سننے سے روک دی گئی ہیں، پاؤں منکرات کا قصد کرنے سے روک دیئے گئے ہیں۔ یہی تیرے خواب کی تعبیر ہے پھر ایک معقول انعام بھی اس شخص کو دیدیا وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا معافی مانگی اور صحیح واقعہ بیان کیا کہ مخالفین کی سازش اور پیسوں کے لالچ میں میں نے یہ کام کیا۔ الحمد للہ کہ خدا نے مجھے ہدایت دی اور ان کے مقررہ پیسوں سے زیادہ انعام سے بھی نوازا، اب تو ان کا ان کے ممالک میں ایسا فیض ہے کہ خود نقشبندیہ کا نام بھی نہ رہا، جب کسی سے پوچھو من انت تو جواب میں انا خالدی (میں خالدی ہوں) سنیں گے، یہ خواجہ دہلوی کا فیض ہے کہ عالم میں حضرت خالد رومی نے اسے منتشر کر دیا تو علم ہو، صحیح اور اس کے ساتھ ایسا فیض تب مخلوق کو فائدہ ہوتا ہے۔

فرمایا: ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ یہ کام علماء کا ہے، مثلاً کل آپ نے صفات سلبیہ اور شئونات کے بارہ میں پوچھا تھا، اور میں نے بتلا دیا کہ سلبی صفات میں نفی کا معنی موجود ہے۔ قدم، حدوث کی نفی کرتا ہے۔ قائم بالذات، نفی قیام بالغیر کی کرتا ہے۔ مخالفت مع الحوادث سے مشابہت مع الحوادث کی نفی ہوتی ہے۔ اسی طرح وحدانیت بھی سلبی صفت ہے کہ ذات اور صفات میں ان کی شبیہ کی نفی اس سے ہوتی ہے۔۔۔ اسی طرح ذات وصفات کی درمیانی حالت کا نام شئون ہے۔ مثلاً قدرت صفت اور قدیر اسم ہے اللہ کا۔۔۔ رحمت صفت اور رحیم اسم ہے۔ یعنی مشتقات اسماء ہیں اور مشتق منہ صفات ہیں۔ اسی طرح تکوین صفت ہے اور مکوّن اسم ہے۔ کلام صفت اور متکلم اسم ہے۔۔۔ اب ذات وصفات

کے درمیان جو علاقت ہے اُسے شئون کہتے ہیں، یہ صفت اعتباری ہے، جیسے بین الموضوع والمحمول نسبت رابطی ہوتا ہے، مثلاً عالمیت ذاتِ حق اور علم کے درمیان کی چیز ہے۔ ؟ اب ان باتوں کو عوام کیا جانیں ان کو تو سرسری اذکار اور لطائف بتا دیئے جاتے ہیں۔

فرمایا: اس تصوف اور اصلاح باطن کے طرق پر ہزاروں کروڑوں لوگ متفق چلے آ رہے ہیں، اور صرف عوام ہی نہیں بلکہ اہل حق اور علماء اجلہ۔ ایسے اشرف علم کی مخالفت غلط چیز ہے، اسی طرح مذاہب اربعہ پر اجماع ہے کہ حق ان میں دائر ہے۔ تو اس کی مخالفت غلط چیز ہے۔ ان علماء فقہا اور صوفیہ کے مقامات تک کوئی نہیں پہنچا۔ لوگ آجکل غلط قسم کی صحبتوں سے برا اثر لیتے ہیں۔ موالک، شوافع، حنابلہ، احناف، سب میں بے حد و حساب صوفیاء عارفین اور بزرگ گذرے ہیں۔

فرمایا: امام احمدؒ نے امام شافعیؒ پر اعتراض کیا کہ تم کیوں ایک شیبانی چرواہے کی طرف دوڑتے پھرتے ہو، اس میں تو نے کیا دیکھا ہے، انہوں نے فرمایا کہ چلو تم بھی ایک دن میرے ساتھ چلو۔ لے گئے، سوال کیا فی کم کم۔ ؟ (کتنے میں کتنا ہے ؟) اس نے جواب دیا کہ شریعت میں یا طریقت میں، شریعت میں تو فی اربعین شاۃ شاۃ ہے (چالیس بھیڑوں میں ایک زکوٰۃ میں دینی ہے) اور طریقت میں تو سب کچھ اللہ کا ہے، ہمارا کچھ بھی نہیں ہے۔

فرمایا: اگر یہ چیز (اخلاص اور خشیۃ) حاصل ہو تو مقصد حاصل ہوگا ورنہ " راہ ہے کہ تو می روی بترکستان است " والا معاملہ ہوگا۔ اگر اخلاص ہو اور ریا و خودی سے ہر عمل دور ہو تو مزا ہے اور یہ روح ہے تمام علوم کی۔ لیکن اخلاص اور جمعیت قلب ارباب اخلاص و جمعیت کی مصاحبت سے پیدا ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: المرء علی دین خلیلہ فلینظر من یخالل۔ دیندار سے دوستی کروگے تو دین آئے گا، بددین سے صحبت ہوگی تو بددینی پیدا ہوگی۔ جو لوگ غلط صحبت میں جائیں گے، تو تمام حالات اور معاملات غلط ہو جائیں گے۔ اچھی صحبت میں صفات حمیدہ پیدا ہوں گے، اور صفات ذمیمہ کٹ جائیں گے۔ اور یہ چیز حاصل ہوتی ہے دوام ذکر سے۔ اگر شیخ متقی ہو، معتقد صوفیاء ہو، وہابیت وغیرہ سے دور ہو مگر ضرور رنگ چڑھتا ہے خالی نہیں رہتا۔ آجکل یا تو ذکر نہیں، اگر ہے تو اتباع سنت نہیں، عقیدہ نہیں غلط رسموں سے نہیں بچتے، سلف صالحین کے طرق پر نہیں چلتے، لوگ لہو الحدیث میں گرفتار ہیں، رات بھر گانے سنتے ہیں، ڈھول سنتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کے سننے سے انوار پیدا ہوتے ہیں، توحید کا مادہ بڑھتا ہے۔